سرزمین ابراہیم پور ضلع اعظم گڑھ سے شائع ہونے والا پہلا

دینی، علمی، ادبی واصلاحی رسالہ

دوماہی

افکار

جلد (۲)　　　شمارہ (۲)

شعبان، رمضان ۱۴۴۵ھ ــــــــــ مارچ، اپریل ۲۰۲۴ء

مدیر

حبیب الرحمٰن الاعظمی ابراہیم پوری

فاضل دارالعلوم دیوبند

مجلسِ ادارت

- مولانا مفتی محمد صادق صاحب قاسمی مبارک پوری
- مولانا مفتی شاکر عمیر صاحب معروفی قاسمی مظاہری
- مولانا مفتی وصی الرحمٰن صاحب قاسمی محمد آبادی
- مولانا مفتی لطیف الرحمٰن صاحب قاسمی جہانا گنجی
- مولانا عبدالعلیم صاحب قاسمی اعظمی (سرائے میر)
- مولانا شاہ عالم صاحب قاسمی ولید پوری

مجلسِ انتظامیہ

- ماسٹر قاری شمس الاسلام صاحب اعظمی
- قاری عبدالرحمٰن صاحب اعظمی
- جناب فیصل نعیم صاحب اعظمی
- مولانا محمد طیب صاحب اعظمی
- قاری حنظلہ توحید صاحب اعظمی
- حافظ محمد اسحاق صاحب اعظمی

زیرِ اہتمام

انجمن اصلاحِ معاشرہ، ابراہیم پور، ضلع اعظم گڑھ (یوپی)

دو ماہی "افکار" ابراہیم پور

جلد (۲)　مارچ، اپریل ۲۰۲۴ء　شمارہ (۲)

زرتعاون: فی شمارہ =/25 سالانہ عمومی =/150 خصوصی =/500 اعزازی =/1000

آئینہ افکار

۱	کلماتِ تشکر	ہمشیرہ مولانا حبیب الرحمٰن	۳
۲	آئینۂ گفتار (اداریہ)	مدیر کے قلم سے	۴
۳	نعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	علامہ سیفی الاعظمیؒ	۶
۴	جرأتِ اسلاف پیدا کر	شفق نور	۷
۵	اولاد کی تربیت کیسے اور کیوں؟	ملکہ ثوبی	۱۰
۶	تذکرہ فقیہ العصر (تعارف وتبصرہ)	مولانا انصار احمد صاحب معروفی قاسمی	۱۴
۷	مولانا رحمت اللہ اعظمی (تعارف وتبصرہ)	مولانا اسامہ ارشاد صاحب معروفی قاسمی	۱۸
۸	نظم بسلسلۂ آزادی وجمہوریت	مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی ابراہیم پوری	۲۰
۹	افکار کی ڈاک	قارئین افکار	۲۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

رسالہ کے مستقل خریدار بننے کے لیے مدیر کے واٹس اپ نمبر پر رابطہ کریں:

Mob: 8090707844

شائع کردہ

انجمن اصلاحِ معاشرہ، ابراہیم پور، ضلع اعظم گڑھ (یوپی)

کلماتِ تشکر

ازقلم: ہمشیرہ مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی

میں اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے، میرے پاس شکر کے الفاظ نہیں ہیں، کیوں کہ اللہ پاک نے میری دلی مراد کو "افکار" کی شکل میں پورا کر دیا۔ بچپن سے مجھے شوق تھا کہ میں اردو کے کسی رسالے کی خدمت کروں۔ قابل رشک ہیں میرے برادر عزیز مولانا حبیب الرحمٰن سلمہٗ کہ اللہ نے یہ خدمت ان سے لی۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ میرے اس رسالے کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا کریں اور اس رسالے سے ہر گھر کو ہر دل کو منور کرتے رہیں، آمین ثم آمین، اور سبھی معاونین ومضمون نگار لوگوں کے لیے بھی میں شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کی محنتوں کو قبول فرمائیں اور سبھی لوگوں کو صحت وتندرستی عطا کریں۔ آمین ثم آمین

☆ ☆ ☆

ادار یہ

آئینۂ گفتار

موجودہ مشکل حالات اور اہلِ ایمان

مدیر کے قلم سے

یہ سنگ گراں جو حائل ہے، رستے سے ہٹا کر دم لیں گے
ہم پھول بھی ہیں تلوار بھی ہیں، باطل کو مٹا کر دم لیں گے

ہندوستان کے موجودہ حالات بظاہر اہلِ ایمان کے لیے ساز گار نہیں ہیں، اور پچھلے چند سالوں کے دوران جس تیزی سے ملک کا منظر نامہ تبدیل ہوا ہے، اس نے مزید مسائل ومشکلات پیدا کر دیے ہیں۔ حتیٰ کہ واضح طور پر شرعی احکام ومسائل میں رخنہ اندازی کی جارہی ہے اور شعائرِ اسلام پر حملے کیے جارہے ہیں، مسلم پرسنل لاء پر اعتراضات کیے جارہے ہیں اور مسلمانوں کی عبادات کی انجام دہی کو مشکل بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

گزشتہ چند برسوں میں ہی اذان ونماز، داڑھی ٹوپی، اسلامی شناخت، مدارس ومساجد اور علماء دین پر جارحانہ حملے کیے گئے، حجاب پر پابندی کا نعرہ لگایا گیا، مسلمانوں کی کھانے پینے کی چیزوں پر روک لگانے کی عملی طور پر کوشش کی گئی، تعلیمی اداروں سے دینی روح نکالنے کے لیے ان میں عصریات کو لازم قرار دیا گیا، اہلِ اسلام کے لیے حالات اتنے مشکل بنا دیے گئے کہ سفر میں نکلنا اور صحیح سلامت منزل تک جا کر واپس آجانا دشوار سمجھا جانے لگا، کتنے ہی مسلمان فرضی مقدموں میں پھنسا دیے گئے۔ دہشت گردی، لوجہاد، گؤکشی اور دیگر جھوٹے الزامات میں بہت سارے مسلمان گرفتار کیے گئے اور طویل طویل عرصے تک انھیں جیلوں میں اذیت ناک مراحل سے گزارا گیا، ہجومی تشدد کے ذریعے کئی مسلمانوں کو پیٹ پیٹ کر ہلاک کر دیا گیا، کئی علماء دین پر بیان وتقریر کی پابندی عائد کر دی گئی۔

یہ حالات اس بات کی دلیل ہیں کہ ہندوستانی مسلمان ظلم وتشدد کی چکی میں پسا ہوا ہے۔ ایمان کی حلاوت اس کے دل میں موجود ہے، جسے مٹانے اور ختم کرنے کے لیے کفر اپنے تمام آلات ووسائل کو لگائے ہوئے ہے اور اب تو کھلے طور پر اہلِ ایمان کو شرک وکفر کی دعوت دی جارہی ہے، ”گھر واپسی“ کا نعرہ لگا کر انھیں اسلام چھوڑ کر نعوذ باللہ شرک وبت پرستی اور مورتی پوجا کی ترغیب دی جارہی ہے، اس کے لیے منظم طور پر عملی کوششیں بھی جاری ہیں۔

یہ حالات اہلِ ایمان کے لیے بڑے نازک ہیں، ایسے مشکل حالات میں مسلمانوں کو سب سے زیادہ اپنے ایمان کی حفاظت کی فکر کرنی چاہیے اور دینی تعلیم وتربیت کے ساتھ اصلاحِ اعمال کی طرف متوجہ ہوجانا چاہیے۔

عہدِ نبوی میں مکی زندگی کے احوال بھی بظاہر مسلمانوں کے لیے کسی طور سازگار نہ تھے، لیکن مسلمان ان مشکلات میں بھی ایمان کی حفاظت کے لیے سب کچھ ظلم وستم برداشت کررہے تھے اور کفار ومشرکین کے ناقابلِ بیان ظلم وستم کے باوجود بھی ان کی زبانوں پر وحدت کے ترانے تھے، اَحد اَحد کی صدائیں تھیں، لا الٰہ الا اللہ کے نغمے تھے، جس نے ان کے دل کی دنیا ہی بدل دی تھی، توحید کے متوالے ہر قربانیاں دینے کو تیار تھے، لیکن ایمان سے سرِ مو انحراف ان کے لیے ناممکن تھا۔

آج بھی اُسی ایمانی طاقت وقوت اور عزم واستقلال کی ضرورت ہے، ایمان پر ثابت قدمی اور ایمان کے تقاضوں پر عمل کرنے سے ہی دنیا وآخرت کی فلاح ونجات ممکن ہے۔ حالات بظاہر مشکل سہی، لیکن ہم مایوس نہیں ہیں، کبھی نہ کبھی سحر ہوگی، کبھی تو اجالا ہوگا، ہمیں بس ایمان واسلام کے ساتھ زندہ رہنا ہے اور مرنا ہے تو اسلام وایمان پر ہی مرنا ہے۔
”میری نماز اور میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے“۔

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

☆　☆　☆

نعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از: علامہ سیفی الاعظمی

ایمان کے لیے ہے یہ حجت قبول کی	اللہ کی مدد ہو توجہ رسول کی
شہر نبی میں دیکھ کے وادی ببول کی	خواہش رہی نہ جنتِ رضواں کے پھول کی
جتنے صحف ہیں قبل الف لام میم کے	تمہید سب ہیں نورِ مبیں کے نزول کی
اک چشم التفات نبی کریم نے	قسمت پلٹ کے رکھ دی ظلوم وجہول کی
ہر چند انتہائے ستم سہہ گیا مگر	دشمن سے اپنے دادِ صداقت وصول کی
پائے گی کیا بلندیِ افلاک اس کی گرد	طیبہ کی رہ گزر میں جو عظمت ہے دھول کی
شق القمر تو اور بھی توضیح کر گیا	باطل نے جب بھی کی کوئی کوشش فضول کی
تاجِ شفاعت ان کو عطا کر دیا گیا	جب عرش پر حضور نے خاطر ملول کی
کافی تھا نامِ پاک عزازیل کے لیے	ظالم نے اک گناہ کیا ایک بھول کی
فاروق پر ہے پیار ابوجہل پر غضب	بات اس میں کچھ نہیں ہے فقط ہے اصول کی

بس اک تبسم لب رحمت کے واسطے
سیفی حکایت غم دل میں نے طول کی

☆ ☆ ☆

جرأت اسلاف پیدا کر

شفق نور

اگر یہ کہا جائے کہ ہر کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے تو یہ غلط نہیں ہوگا، عورت کیا کچھ کرسکتی ہے، مغرب کا عملی فلسفی کہتا ہے کہ عورت سب کچھ کرسکتی ہے۔

عورت اپنی ممتا، اپنی الفت ومحبت، اپنی فطری صلاحیتوں اور خوبیوں کی قربانیاں کسی عظیم مقصد کے لیے دیتی ہے تو وہ اس دورِ حاضر میں عظیم عورت ہے۔

آج سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے وادیٔ فاراں میں جو حق وصداقت کی مشعل جلی تھی، اس کی روشنی سے اگر مرد نے اپنی تاریک زندگی کو ضیاء بار کیا تھا تو صنف نازک نے بھی اسی مشعل کی روشنی سے اپنی تاریک زندگی کو ضیاء بار کیا تھا۔ ایثار وقربانی، مہر ووفا کی جن راہوں سے مرد گزرا ہے، عورت کبھی اس سے پیچھے نہیں رہی تھی، اس سلسلے میں قرن اول کے چمن حیات سے سیکڑوں پھولوں کے نام لیے جاسکتے ہیں۔

حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کی ثابت قدمی، استقامت اور اخلاص فی الدین ہی کا نتیجہ تھا کہ قریش کے مرد آہن کا دل پگھل گیا اور ایک دن ان کو عمر بن خطاب سے فاروق اعظم بنا دیا۔ وحشیانہ تشدد برداشت کرکے اسلام کا بول بالا کرنے کے لیے اپنی جان قربان کرنے والی حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا سے درس عبرت لیجیے، جو اسلام کی پہلی شہید خاتون کہلائیں۔ جنگ احد میں حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا جنہوں نے آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے بہت بے باکی کے ساتھ کافروں سے مقابلہ کیا۔ حضرت ام عطیہ، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہن کا کبھی زخمیوں کو مرہم پٹی کرنے، کبھی کھانا پکانے، کبھی سامان کی حفاظت کرنے، کبھی مریضوں کی تیمارداری کرنے کا فرض انجام دینے کا منظر

ملاحظہ کیجیے۔ قادسیہ کی جنگ کے موقع پر حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کی عظمت اور غیرت و شجاعت کی داد دیجیے جن کے چار چار بیٹے قادسیہ کی جنگ میں شہید ہو گئے، لیکن ان کو اس پر اللہ سے کوئی شکوہ شکایت نہیں، کوئی غم و ملال نہیں اور بازارِ عکاظ میں ان کے خیمہ کے دروازے پر ایک جھنڈا نصب ہوتا تھا، جس پر یہ الفاظ لکھے ہوتے تھے { الخنساء ارثی العرب } یعنی عرب کی سب سے بڑی مرثیہ گو خنساء۔ جنگ یرموک میں حضرت اسماء بنت یزید کی شجاعت و ہمت پر نظر دوڑایئے جنہوں نے خیمہ کی ایک لکڑی سے نو رومیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ جنگ یرموک میں حضرت ام حکیم، ام ابان، خولہ بنت ازور، ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہن کے حوصلوں پر قربان جایئے جنہوں نے میدان جنگ میں زخمی شیرنی کی طرح بڑھ بڑھ کر دشمن پر حملہ کیا اور ستہتر (۷۷) رومیوں کو جہنم رسید کیا۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کی جفاکشی کا یہ عالم تھا کہ ہجرت کے سفر میں صاحبِ غار اور رفیقِ غار کے لیے تین دنوں تک کھانے کا نظم کر کے کس ہوشیاری سے ان تک پہنچاتی رہیں۔ حجاج بن یوسف کے حکم سے جب عبداللہ بن زبیر کی لاش سولی پر لٹکائی گئی تھی تو ان کی ماں نے دمشق عبدالملک کے پاس پیغام بھیج دیا، اسی وقت عبدالملک نے حجاج کو ایک غضب آلود خط بھیجا اور لاش فوراً ان کی ماں کے حوالے کرنے کا حکم دیا، اس بے باکی سے عبدالملک کے پاس خط بھیجنے والی خاتون اسماء بنت ابوبکر ہی تھیں۔ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب سے درس لیجیے جب آپ ﷺ نے بنو قریظہ کے قلعہ کے محاصرے کے دوران عورتوں اور بچوں کو ایک قلعہ میں منتقل کر دیا تھا اور خود آپ صحابۂ کرام کے ہمراہ جنگ میں مشغول تھے، ایک یہودی قلعہ سے باہر آیا تو حضرت صفیہ کو اندیشہ ہوا کہ اگر ان کو علم ہو جائے کہ قلعہ میں صرف عورتیں اور بچے ہیں تو وہ میدان خالی دیکھ کر حملہ کر دیں گے، وہ خاتون فوراً اٹھیں، خیمے کی ایک چوب اکھاڑی، قلعے سے باہر آئیں اور اس یہودی کو وہیں موت کے گھاٹ اتار دیا، پھر اس کا سر کاٹ کر قلعہ کی فصیل سے باہر پھینک دیا، کٹا سر دیکھ کر یہودیوں کو یقین ہو گیا کہ مسلمانوں کی فوج اندر

موجود ہے۔ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ پہلی بہادر خاتون حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب ہی تھیں جن کو مال غنیمت سے حصہ دیا گیا تھا۔

وہ وقت کی بہادر، حق پرست اور خدا شناس خواتین تھیں، جو گلزار نبوت میں گلاب بن کر مہکتی تھیں، آج ہماری عورتیں خدا بے زاری کی زمین پر کانٹے بن کر پروان چڑھتی ہیں اور جذبات وخواہشات سے اندھی ہو کر زندگی کی راہوں پر چلتی ہیں، جب کوئی قوم اپنے ماضی کی روشن روایات اور تاریخ کو فراموش کر دیتی ہے اور دوسری قوم کی اندھی تقلید کو اپنی زندگی کا شعار بنا لیتی ہے تو اسی وقت سے اس قوم کا زوال شروع ہو جاتا ہے۔ اب ایک طرف مغربی تہذیب اور اس کی ظاہری چمک دمک اور دوسری طرف اسلامی تہذیب اور اس کی پاکبازی اور شرم وحیاء کی تعلیم ہے، اب آپ فیصلہ کریں کون سا راستہ اختیار کرنے سے فلاح وکامیابی مل سکتی ہے۔

مغرب میں عورتوں کی زندگی کا مقصد بس یہیں تک محدود ہے کہ وہ مصنوعی تزئین و آرائش سے حسن وجمال کا مجسمہ بن جائیں، نسوانی صفت سے بالکل عاری ایسی عورتیں یا تو شمع محفل ہوتی ہیں، یا عیاشوں کے لیے ضیافت نظر، اس کو اسلام نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

کاش ایسا ہوتا کہ آج کی خواتین افسوس وندامت سے سر جھکا کر آنسوؤں کے چند قطرے بہا پاتیں، بے حسی کی چادریں ہٹا پاتیں، صدیوں پیچھے مڑ کر انسان سازی کے خزانے سے مالا مال ہو جاتیں۔ تاریخ کے اوراق پلٹ کر ان کی ایثار وقربانیوں کو پڑھ کر ان سے نصیحت حاصل کر پاتیں، ازواج مطہرات کے اسوہ کو اپنی زندگی میں سمو پاتیں، اسلاف سے لو لگا پاتیں تو شاید ملت اسلامیہ یوں زوال پذیر نہ ہوتی، معاشرہ بدی وفساد کا یوں سرچشمہ نہ بنتا، کاش ایسا ہو پاتا۔

☆　☆　☆

اولاد کی تربیت کیسے اور کیوں؟

ملکہ ثوبی

جس طرح انسان کی زندگی میں مال و دولت اہمیت رکھتا ہے، اسی طرح انسان کی زندگی میں اولاد بھی اہمیت کی حامل ہے، جس طرح انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے پاس مال و دولت کی فراوانی ہو، اسی طرح انسان نیک و صالح، مطیع و فرماں بردار اولاد کا بھی خواہش مند ہوتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ لوگ کیوں ایسا چاہتے ہیں؟ تو اس کا سہل سا جواب یہ ہے کہ ایک نیک و صالح اولاد دنیا کے تمام خزانوں سے بڑھ کر ایک قیمتی خزانہ ہوتی ہے، نیک اولاد بچپن سے ہی اپنے والدین کا فخر، سرورِ قلب، امید اور سہارا ہوتی ہے، پھر جوان ہو کر ماں باپ کا سر بلند کرتی ہے اور بڑھاپے کا سہارا ہوتی ہے۔ اپنی کسی بھی ناپسندیدہ عمل سے والدین کو ایذا نہیں پہنچاتی۔ یہ سب تو نیک اولاد سے دنیاوی فوائد ہیں، اصل فائدہ تو مرنے کے بعد پہنچتا ہے، نیک اولاد کے جب والدین اس دار فانی سے کوچ فرما جاتے ہیں، وہ اسی دن سے ان کے لیے دعاء مغفرت کرنا شروع کر دیتی ہیں، ہر صبح قرآن پاک کی تلاوت کا کچھ حصہ ان کے نام کرتی ہے اور اپنی ہر دعاؤں میں ان کے لیے اللہ سے جنت الفردوس کا سوال کرتی ہے۔ موقع موقع پر ان کے نام سے صدقہ و خیرات کرتی ہے، انہیں مرتے دم تک اپنی سانسوں میں آباد رکھتی ہے، اور اپنی اولاد کو بھی ان باتوں کا درس دے جاتی ہے، اس طرح ایک نیک و صالح نسل وجود میں آتی ہے۔

اب سب سے اہم بات یہ ہے کہ اولاد مطیع و فرماں بردار کیسے بنتی ہے، ان کی

تربیت کس طرح کی جائے؟

ہماری عوام میں رائج ہے کہ جب بچہ پروان چڑھنے لگتا ہے تو والدین کو فکر لاحق ہوتی ہے کہ اب اس کی تربیت کس طرح کی جائے، لیکن بچوں کی تربیت کا صحیح وقت یہ نہیں ہے، بلکہ اولاد کی پیدائش سے قبل ہی اس کی تربیت کا خیال ہونا چاہیے۔ جس کے متعلق کچھ باتیں مندرجہ ذیل ہیں:

سب سے پہلی بات یہاں پر یہ آتی ہے کہ نکاح کے لیے نیک اور دیندار گھرانے کی لڑکی یا لڑکے کا انتخاب کیا جائے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: عورت سے چار چیزوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے، اس کے مال، اس کے حسب نسب، اس کے جمال اور اس کے دین دار ہونے کی وجہ سے، اور تم دین داری کو اپنا مطلوب بناؤ۔

لیکن ہمارے معاشرے کا حال بہت مختلف ہے، رشتے کے لیے لڑکی چاہیے تو پہلے نمبر پر خوبصورت ہو، ہر قسم کے عیب سے منزہ ومبرہ ہو، دوسرے نمبر پر امیر و رئیس خاندان سے تعلق رکھتی ہو اور تیسرے نمبر پر جہیز دینے والے لوگ ہوں۔ اور اگر لڑکا چاہیے تو امیر و کبیر ہو، اچھے عہدے پر فائز ہو، پیسہ خوب کماتا ہو، انہیں سب باتوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ کسی سے یہ سوال نہیں کیا جاتا کہ لڑکی نیک، دین دار اور صوم وصلاۃ کی پابند ہے کہ نہیں، پردے کا اہتمام کرتی ہے کہ نہیں، یا رنگ برنگی بن کر گھر سے باہر نکلتی ہے، یا ناچ گانے اور موسیقیوں میں رغبت رکھتی ہے۔ یا اگر لڑکا چاہئے تو مسجد جاتا بھی ہے کہ نہیں، یا صرف دفتر ہی آتا جاتا ہے، کن محفلوں میں اٹھنا بیٹھنا ہے، اس کے دوست کیسے ہیں، دین داری کا کوئی سوال نہیں ہوتا، اور اگر سوال ہوتے بھی ہیں تو دنیاوی مفاد کے متعلق، جس میں نیک نیتی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

پھر دوسری بات آتی ہے نکاح کے بعد اپنی اولاد کے نیک ہونے کی دعا کرنا، ہر

میاں بیوی کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے بچے خوبصورت ہوں، ہر دادی اور نانی یہ دعا دیتی ہوئی ملتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھے چاند سا خوبصورت بیٹا دے، جب کہ یہ سب بالکل غیر شرعی دعائیں ہیں۔ ہمارے انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت یہ ہے کہ وہ نیک اولاد کی دعا کرتے تھے، ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ اے اللہ مجھے نیک اولاد عطا فرما، اور زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اے میرے پروردگار مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔لہٰذا اپنی اولاد کے نیک وصالح اور فرماں بردار ہونے کی دعا کرنی چاہیے۔

اور تیسری بات یہ ہے کہ بچے کی پیدائش کے وقت غیر شرعی رسومات کرتے ہیں، مثلاً بچے کے پیدا ہوتے ہی کیک لایا جاتا ہے، لائٹس لگ جاتی ہیں، ہال بک کر دیا جاتا ہے، فضول خرچی سے معصوم بچے کا استقبال کیا جاتا ہے، اور نام رکھنا ہو تو سب سے منفرد نام کا انتخاب کیا جاتا ہے، جب کہ اگر والدین کا بنیادی مقصد نیک اولاد ہو تو سب سے پہلے اس کے نام پر توجہ دیتے ہیں اور ان کو اس طرح کے غیر شرعی شوق زیب نہیں دیتے اور بچوں کے شرعی نام رکھنا زیادہ بہتر ہے، ناموں کا بچوں کی ذات وحیات پر بہت اثر پڑتا ہے، ناموں کی نسبت سے ہی پتا چل جاتا ہے کہ بچہ کیسے خاندان سے تعلق رکھنے والا ہے اور والدین کا شریعت میں شغف ہونے کا پتا چلتا ہے۔

اور چوتھی بات یہ ہے کہ بچوں کو شروع سے ہی اچھی باتیں سکھائی جائیں، اچھے الفاظ سے اس کے سامنے گفتگو کی جائے، کیوں کہ جب بچے بولنا شروع کرتے ہیں تو سنا ہوا ہی بولتے ہیں، بچوں کو سب سے پہلے اللہ اور کلمہ طیبہ سکھانا چاہیے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کا پہلا اور آخری کلمہ، کلمۂ طیبہ ہو وہ کامیاب ہو گیا، تو یہ اسی وقت ہو سکتا ہے، جب بچے کی پیدائش کے بعد سے ہی اس کو ہر طرف سے یہی کلمہ سننے کو ملے، ماں باپ، دادا

دادی اس کے کانوں میں یہی کلمہ ڈالیں۔

اور پانچویں بات یہ ہے کہ بچے کی تربیت کی ذمہ داری ماں باپ دونوں پر ہوتی ہے، جیسے کی ہمارے یہاں یہی مشہور ہے کہ بچہ کی تربیت کی ذمہ داری زیادہ ماں پر ہوتی ہے، باپ پر نان ونفقہ کی ذمہ داری ہوتی ہے، جب کہ ایسا نہیں ہے، دونوں پر یکساں ذمہ داری ہوتی ہے۔اور بچہ کی اچھی تربیت دونوں اسی وقت کر سکتے ہیں، جب میاں بیوی دونوں ہی متقی اور پرہیزگار ہوں، جب یہ دونوں نیک ہوں گے تو بچہ نیک ہوگا اور جب دونوں بد ہوں گے تو بچہ بھی ویسا ہی ہوگا۔حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جیسے بچے کی خواہش کرنے سے پہلے خود علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا بننا پڑتا ہے، تب جا کر حسنین نصیب ہوتے ہیں۔لہٰذا بچوں کی اچھی تربیت اسی وقت ہوسکتی ہے، جب ماں باپ دونوں مل کر بچوں کی اچھی تربیت کریں اور دینی ماحول بنائیں تبھی ایک نیک اور مطیع وفرماں بردار اولا دوجود میں آسکتی ہے۔بچوں کی اچھی تربیت کرنا اس دور حاضر میں بہت مشکل ہے، اس لیے والدین کو اس پر خاص توجہ دینی چاہیے اور خود منہیات سے اجتناب کرنا چاہیے اور معروفات پر عمل پیرا ہونا چاہئے، صوم وصلاۃ کی پابندی کرنی چاہیے، اور والدین کو اپنی اولاد کے لیے نیک اور دین دار گھرانے کا انتخاب کرنا بہت ضروری ہے، مال ودولت، عزت وشہرت اور حسن کے فتنوں سے حتی المقدور اجتناب کرنا چاہیے، تبھی جا کر ایک نیک وصالح نسل اور صراطِ مستقیم پر گامزن معاشرہ وجود میں آئے گا، انشاءاللہ تعالیٰ۔

☆ ☆ ☆

تعارف وتبصرہ

تذکرۂ فقیہ العصر مولانا مفتی محمد یٰسین مبارک پوریؒ

مولانا انصار احمد معروفی قاسمی استاذ مدرسہ چشمۂ فیض ادری ضلع مئو

صاحب تذکرہ مولانا مفتی محمد یٰسین مبارک پوری علیہ الرحمہ (ولادت ۱۹۰۷ء۔ وفات ۱۹۸۳ء) باصلاحیت اور صاحب بصیرت عالم ومفتی تھے۔ آپ کی عظمت شان اور فقہی خدمات سے اہلِ علم طبقہ واقف ہے۔ جنہوں نے مفتی صاحب سے جامعہ احیاء العلوم مبارک پور میں کسبِ فیض کیا وہ تو آپ کے علمی مقام اور تقویٰ سے باخبر ہیں ہی، مگر جن لوگوں کو آپ سے شرفِ تلمذ حاصل نہیں ہوسکا وہ بھی آپ کے نام اور علمی کام سے آگاہ ہیں۔ علمی بصیرت اور فقہی گہرائی وگیرائی میں جہاں آپ کی شہرت کو چار چاند لگے وہیں سادگی، شرافت، خلق ومروت اور بے نفسی وتواضع میں بھی مفتی صاحب اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کی وفات سے ایک سال قبل ہم لوگ دارالعلوم دیوبند میں بطور طالب علم داخل ہوئے، اس کے ایک سال کے بعد آپ کی وفات کا سانحہ پیش آیا، ذاتی طور پر مفتی صاحب سے واقفیت کی دو وجہ تھی۔ ایک تو آپ میری ممانی کے والد محترم تھے۔ دوسرے آپ پورہ معروف کے مدارس میں سالانہ امتحان کے موقع پر حسب روایت امتحان لینے آتے تھے، اس سفر میں آپ کی نیت اپنی بیٹی فاطمہ خاتون سے ملاقات بھی شامل رہتی، کیوں کہ ماموں جان مرحوم مسعود احمد میرے محلہ ہی کے تھے۔ آپ کے پاس امتحان دینے کا کوئی موقع تو شاید نہیں ملا۔ مگر زیارت اور ملاقات کا شرف حاصل ہوا، اور دور ونزدیک سے آپ کی تعریفیں گوش گزار ہوتی رہیں۔ آپ کے مقام ومرتبہ کے پیشِ نظر دل میں تقاضا تھا کہ آپ کی مکمل سوانح حیات پڑھنے کو مل

جائے۔تاکہ آپ کی خدمات وجہات کا تفصیلی علم ہوسکے، آپ کی وفات کے کچھ سالوں کے بعد جب فتاویٰ احیاء العلوم کی پہلی جلد مفتی جمیل احمد نذیری کی ترتیب میں شائع ہوئی تو بہت خوشی ہوئی۔کیوں کہ اس کتاب میں مولانا مفتی محمد یٰسین مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر مگر جامع تعارف شامل تھا، جس سے تشنگانِ علوم کی سیرابی کا کچھ انتظام ہوگیا۔اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً مولانا مفتی محمد یٰسین مبارک پوری کے متعلق کئی اہل علم ومعرفت نے مختلف رسالوں کے لیے مضامین قلم بند کیے وہ نظروں سے گذرے، مگر ضرورت اس بات کی تھی کہ ان بکھرے ہوئے اوراق اور منتشر مضامین کو تلاش کر کے کتابی صورت میں شائع کر کے اسے محفوظ کردیا جائے، تاکہ مولانا مفتی محمد یٰسین مبارک پوری کے تلامذہ اور متعلقین کے لیے حضرت کی حیات وخدمات کے متعلق معلومات کی سہولت پیدا ہوجائے۔مگر اس کے لیے بھی وسعت مطالعہ اور مستقل جدوجہد کی ضرورت تھی، ساتھ ہی تصنیف وتالیف کے میدان سے تعلق رکھنے والی کسی باذوق شخصیت کی حاجت تھی، جو اس کام کا بیڑہ اٹھانے کے لیے تیار ہوجائے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مفتی صاحب کے خادم وشاگرد مولانا رحمت اللہ مرحوم کے فرزندارجمند مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی ابراہیم پوری قاسمی کو اس جانب قدم اٹھانے کی توفیق عطا ہوئی، جن کی تاریخ وسوانح کے موضوع پر اس سے قبل کئی کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔جن میں تذکرہ مولانا رحمت اللہ اعظمی، تذکرہ مولانا عبدالکریم اعظمی شامل ہے۔انھوں نے اس کتاب کے مرتب کرنے کی ہمت کی۔وہ اس کتاب ”فقیہ العصر مولانا مفتی محمد یٰسین مبارک پوری“ میں لکھتے ہیں:

”مفتی صاحب پر لکھے گئے اہل علم کے مقالات کو ڈھونڈنا اور جمع کرنا شروع کردیا، مستقل تذکرہ لکھنے کے لیے نئے سرے سے نہ اتنی معلومات دستیاب ہوسکتی ہیں نہ اسباب و وسائل مہیا ہوسکتے ہیں، اس لیے ان ہی اہل علم کے متفرق مضامین کو کتابوں اور رسالوں سے جمع کر کے ان کو مرتب کرنا شروع کیا، اللہ کی نصرت اور مدد سے مقالات و

معلومات کا اچھا خاصہ ذخیرہ جمع ہوگیا"۔ (ابتدائیہ ص ۱۴)

ظاہر بات ہے کہ ایک ہی شخصیت پر الگ الگ وقتوں میں لکھے گئے مضامین میں تکرار اور مشابہت یقینی ہے۔البتہ انداز بیان جداگانہ اور تاثرات الگ الگ ہوں گے۔مگر سارے ہی قلمکاروں نے مفتی صاحب کے مکمل حالات کو سمیٹنے اوران کی فقہی وعلمی خدمات کو منظر عام پر لانے کی سعی مشکور کی ہے۔زیر نظر کتاب تذکرۂ فقیہ العصر مولانا مفتی محمد یاسین مبارک پوری ۱۶۰ر صفحات پر مشتمل متعدد اہل علم وفضل کی قلمی کاوشوں کا نتیجہ ہے، جسے مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی ابراہیم پوری نے خوش اسلوبی سے مرتب کر کے ۲۰۲۲ء میں خوبصورتی کے ساتھ شائع کیا ہے۔اس اشاعت اور مبارک خدمت پر ہم انھیں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

مولانا مفتی محمد یٰسین مبارک پوری علیہ الرحمہ کے والد محترم کا نام جناب عبدالسبحان تھا،آپ قصبہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں ۱۴ر فروری ۱۹۰۷ء کو پیدا ہوئے،قصبہ کے مشہور مدرسہ جامعہ احیاء العلوم میں ابتدائی اور متوسطات تک تعلیم حاصل کی،آپ دارالعلوم دیوبند سے ۱۹۲۷ء میں تین سال مقیم رہ کر فارغ ہوئے،آپ کے رفقائے درس میں مناظر اسلام حضرت مولانا محمد منظور نعمانی تھے۔دیوبند میں آپ کو علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے شرف تلمذ حاصل ہوا۔فراغت کے بعد کچھ دن آپ نے پنجاب کے ایک مدرسے میں تدریسی خدمات انجام دی،اس کے بعد ابراہیم پور اعظم گڑھ اور پھر اس کے بعد تاحیات اپنی مادر علمی احیاء العلوم مبارک پور میں فقہ و فتاویٰ اور درس و تدریس میں مشغول رہے، بالآخر ۲۹ر اکتوبر ۱۹۸۳ء میں آپ سفر آخرت کو روانہ ہوگئے۔آپ جامعہ کے صدر مدرس، ناظم تعلیمات اور شیخ الحدیث بھی منتخب کیے گئے۔

آپ کے مشاہیر شاگردوں میں مؤرخ اسلام قاضی اطہر مبارک پوری، مفتی حبیب الرحمٰن خیر آبادی مفتی دارالعلوم دیوبند، مولانا محمد عثمان ساحر مبارک پوری، مولانا قمر الدین

صاحب گورکھپوری استاذ دارالعلوم دیوبند اور زین المحدثین حضرت مولانا زین العابدین اعظمی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ شامل ہیں۔

مولانا مفتی محمد یٰسین مبارک پوری نے فتویٰ نویسی کا کام تدریس کے چند سال کے بعد ہی شروع کر دیا تھا۔ اس طرح ۱۹۳۴ء سے لے کر وفات تک یہ مبارک عمل تقریباً پانچ دہائیوں پر مشتمل ہے۔ بہت سے فتاویٰ لکھے نہیں جا سکے۔ ان فتاویٰ میں ہر موضوع سے متعلق فتاوے موجود ہیں۔ اب تک ان فتاویٰ کی صرف ایک جلد فتاویٰ احیاء العلوم کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ جسے مفتی جمیل احمد نذیری نے مرتب کیا ہے۔

"تذکرہ فقیہ العصر مولانا مفتی محمد یٰسین مبارک پوری" میں جن اکابر کے مضامین شامل کیے گئے ہیں ان میں مرتب کے تعارف [ابتدائیہ] کے ساتھ مولانا محمد منظور نعمانی، مولانا نصیر احمد خاں صاحب سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند، مفتی نظام الدین اعظمی کے تاثرات اور مولانا زین العابدین اعظمی، مولانا محمد عثمان ساحر، مولانا اعجاز احمد اعظمی، مولانا محمد عثمان معروفی، مولانا حبیب الرحمٰن جگدیش پوری، مفتی جمیل احمد نذیری، مفتی محمد یاسر قاسمی، مولانا ڈاکٹر اشتیاق احمد اعظمی وغیرہ کے مضامین شامل ہیں۔ اس کے علاوہ پانچ شعراء کے منظوم خراج عقیدت پیش کیے گئے ہیں۔

اس کتاب کی اشاعت سے بہت سے بکھرے مضامین اور پراثر تحریریں یکجا ہوگئی ہیں، جس کی وجہ سے قارئین کو مطالعہ میں آسانی ہوگئی ہے۔ کاغذ اور طباعت معیاری ہے، اس کے لیے کتاب کے مرتب مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی ابراہیم پوری قاسمی مبارکباد کے مستحق ہیں۔

☆ ☆ ☆

تعارف وتبصرہ

مولانا رحمت اللہ اعظمیؒ

(حیات وخدمات)

تبصرہ نگار: مولانا اسامہ ارشاد صاحب معروفی قاسمی

زیر تعارف کتاب "مولانا رحمت اللہ اعظمیؒ: حیات وخدمات" مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی ابراہیم پوری کی تالیف کردہ ہے جو ۴۰ر صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب میں مؤلف موصوف نے اپنے والد محترم مولانا رحمت اللہ اعظمیؒ کی حیات وخدمات کا مختصر، مگر جامع تذکرہ پیش کیا ہے۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ اولاد خود اس لائق ہو کہ وہ اپنے والد کی شخصیت وفن پر کوئی کتاب مرتب کر کے ان کے کارناموں کو زندۂ جاوید بنادے۔ یہ مؤلف کی بڑی نیک بختی اور خوش نصیبی ہے اور ان کے والد کی بہترین تربیت کا عمدہ نتیجہ بھی ہے کہ موصوف نے اپنی قابلیت وصلاحیت کا بھرپور استعمال کر کے اپنے والد کے نقوشِ حیات کو اَن مِٹ بنادیا ہے۔ ورنہ تو دیکھا گیا ہے کہ والد کے انتقال کے بعد یا تو اولاد اس لائق نہیں ہوتی یا پھر لاپرواہی اور بے توجہی کے سبب ان کے کارنامے ان ہی کے ساتھ دفن ہوجاتے ہیں اور بقیہ مضامین یا اس طرح کے دیگر کاغذات دیمک کی نذر ہوجاتے ہیں، اس لحاظ سے مولانا حبیب الرحمٰن بڑے خوش قسمت اور مبارک باد کے مستحق ہیں۔

مولانا رحمت اللہ اعظمیؒ کی شخصیت اور ان کی داستان کچھ الگ ہے، کیوں کہ ان کی پیدائش ایک غیر مسلم گھرانے میں ہوئی تھی۔ پھر بعد میں تقریباً ۱۵/۱۶ر سال کی عمر میں انھوں نے حضرت مفتی محمد یٰسین مبارک پوریؒ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا اور اس کے بعد

جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور میں رہ کر ابتدا سے دینی تعلیم کے حصول میں لگ گئے اور نصاب کی ترتیب سے تقریباً ۷/سال میں عربی کی موقوف علیہ (مشکوٰۃ) تک تعلیم حاصل کرلی۔ پھر اس کے بعد دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا؛ لیکن کچھ حالات کی وجہ سے وہاں صرف ۶/ماہ تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد جامعہ مظاہر علوم سہارن پور چلے گئے اور وہاں سے فراغت کی سند حاصل کی۔ مظاہر علوم سے فراغت کے بعد مولانا نے مدرسہ منبع العلوم خیرآباد مئو، مدرسہ فرقانیہ امراؤتی، جامعہ احیاء العلوم مبارک پور، فیض العلوم ابراہیم پور سمیت کئی مدارس میں بہترین خدمات انجام دیں۔ مؤلف اپنے والد محترم کے بارے میں "پیش لفظ" میں لکھتے ہیں:

"والد گرامی مولانا رحمت اللہ صاحب اعظمی ابراہیم پوریؒ کی شخصیت یوں تو ابراہیم پور اور اطراف کے لیے کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے، کیوں کہ ان کے قبولِ اسلام کا واقعہ اور احیاء العلوم مبارک پور میں ان کی طویل تعلیم وتدریس سے سبھی لوگ واقف ہیں اور اس اطراف میں ان کے بے شمار شاگرد، متعلقین ومحبین اور واقف کار موجود ہیں، جو اُن کے زہد وتقویٰ، ان کے صبر وقناعت، ان کی عبادت وتلاوت اور ان کے حسنِ اخلاق وکردار، ان کے علم وعمل، ان کی تواضع وعاجزی، ان کے اخلاص ومحبت، ان کی عظمت ورفعت اور قدر ومنزلت سے بخوبی واقف ہیں، اور ان کے اوصاف وکمالات کے بیان میں رطب اللسان ہیں"۔ (۶:)

بہرحال اس کتاب میں مختصر ہی سہی مولانا رحمت اللہ اعظمیؒ ابراہیم پوری کے اکثر حالات وخدمات، قبولِ اسلام کی داستان، تعلیمی وتدریسی خدمات اور دیگر سوانحی حالات جامع انداز میں آگئے ہیں۔ ان شاء اللہ اس کتاب سے موجودہ اور آنے والی نسل ضرور استفادہ کرے گی۔

☆ ☆ ☆

نظم بسلسلۂ جشن آزادی وجمہوریت

از: حبیب الرحمٰن الاعظمی ابراہیم پوری

حق تعالیٰ کی ہر دم عبادت کریں
آؤ ، اپنے وطن کی حفاظت کریں

یہ وطن ہے ہمارا ، ہمارا وطن	ہم کو محبوب ہے یہ ہمارا چمن
جس پہ قرباں کیے ہیں سدا جان وتن	جس کی خاطر سہے ہم نے دار و رسن

پھر سے پیدا وہ جوش شجاعت کریں
آؤ ، اپنے وطن کی حفاظت کریں

چپے چپے پہ بکھرے ہیں یہ تذکرے	کس کے اسلاف تھے؟ خون کس کے بہے؟
اب بھی سینوں میں موجود ہیں ولولے	ہم یہیں پر جیے ، اور یہیں پر مرے

غازئ دیں ہیں، شوق شہادت کریں
آؤ اپنے وطن کی حفاظت کریں

جا بہ جا ہیں مساجد ، مدارس یہاں	شان مسلم ہے ہندوستاں میں عیاں
دیکھتا ہے زمانہ ہمارے نشاں	"وحدہٗ" کی رہے گی ہمیشہ اذاں

دین حق کی ہمیشہ اطاعت کریں
آؤ ، اپنے وطن کی حفاظت کریں

دعوت دیں کی کوشش کریں ہم سدا	غیر بھی خُلق کو دیکھ کر ہوں فدا
اہل ایماں کی ہے شان سب سے جدا	لب پہ "صلِ علیٰ" کی رہے گی صدا

اٹھ کہ بزمِ جہاں کی قیادت کریں
آؤ ، اپنے وطن کی حفاظت کریں

علم وحکمت کا دریا یہاں پر بہے	فتح و نصرت ہمارا مقدر بنے
پرچم دین و سنت ہی اونچا رہے	ہر گھڑی ، ہر گھڑی ہر کوئی یہ کہے

اپنے سینوں میں پیدا حرارت کریں
آؤ ، اپنے وطن کی حفاظت کریں

اشک آنکھوں میں ہیں، دل میں ہے درد وغم	آج ہم پر کیے جارہے ہیں ستم
اے حبیب اعظمی! فکر کر دم بہ دم	کس طرح دور ہوں گے یہ رنج والم

چل کہ دنیا کی پھر سے امامت کریں
آؤ ، اپنے وطن کی حفاظت کریں

☆ ☆ ☆

حافظ احسن جمال
8090546228
جناب نواز قدیر
6306776722
حذیفہ کلاتھ ہاؤس
کرتا و پائجامہ کے فینسی کپڑوں کا واحد مرکز
نزد جامع مسجد، رسول پور، مبارک پور ضلع اعظم گڑھ
HOZAIFA CLOTH HOUSE
Near Jama Masjid, Rasoolpur, Mubarakpur, Azamgarh
H. Ahsan Jamal
8090546228
Nawaz Qadeer
6306776722

افکار کی ڈاک

(قارئین افکار کے منتخب تبصرے)

مجلہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی

عزیز گرامی مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی صاحب زید لطفکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چندروز قبل آپ کا ارسال کردہ دوماہی مجلہ "افکار" نظرنواز ہوا۔ مجلہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور پہلی ہی نظر میں فہرست پر ایک نظر ڈالی۔

ماشاءاللہ مجلہ بہت ہی اہم مضامین پر مشتمل ہے۔ آپ نے اداریہ میں موجودہ صورت حال پر روشنی ڈالی ہے اور ارتداد کے پیہم واقعات کے سلسلے میں اپنی تشویش ظاہر کی ہے۔ اللہ کرے کہ امت کے بیدار مغز حضرات آگے بڑھ کر اس سلسلے میں کوئی لائحہ عمل پیش کریں، جس سے ایمان کی حفاظت کے ساتھ تعلیم وترقی کے میدان میں آگے بڑھنے کی راہ ہموار ہو سکے۔

آپ نے دوماہی مجلہ ایسے وقت میں نکالا ہے اور اس کا تیسرا شمارہ بھی منظر عام پر آ گیا، جب کہ بہت سے ادارے مالی مشکلات اور کبھی مضمون کی عدم دستیابی کی وجہ سے مجلّے کو آگے نہیں بڑھا پا رہے ہیں۔ موجودہ دور میں تسلسل کے ساتھ کسی مجلہ کو شائع کرنا جوئے شیر لانے کے مرادف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تحریر وتدریس اور تقریر کا صاف ستھرا ذوق عطا فرمایا ہے اور توفیق ربانی سے آپ میدان صحافت کے ایک عظیم شہ سوار بھی ہیں، آپ کا قلم مسلسل چلتا ہے اور جس موضوع پر آپ قلم اٹھاتے ہیں، اس کا حق ادا کر دیتے ہیں۔

اس سے پہلے بھی آپ کی جانب سے چند قیمتی کتابیں دستیاب ہوئی تھیں، جس پر میں صمیم قلب سے آپ کا شکر گزار ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی قلمی توانائی کو باقی

رکھے اور دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

یادفرمائی کے لیے آپ کا مکرر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

تبصرہ نگار: مولانا عبید اللہ شمیم قاسمی اعظمی (مقیم العین ابوظبی) ۲۸؍مئی ۲۰۲۳ء مطابق ۸؍ذی قعدہ ۱۴۴۴ھ بروز یکشنبہ

معلومات کا ذخیرہ فراہم ہوجاتا ہے

برادرِ محترم جناب مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی زید مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ آپ بعافیت ہوں گے؟

جولائی واگست کے افکار کا شمارہ بذریعہ وہاٹس ایپ باصرہ نواز ہوا۔

آئینۂ گفتار میں ایک صفحہ پر کئی اہم باتوں کی جانب آپ نے توجہ دلائی ہے، اور آر ایس ایس کے تخریبی نظریات اور اس کی مسلم دشمنی کی حامل تحریکات کو لفظوں میں بیان کردیا ہے، والد محترم مدظلہ کے بیانِ جمعہ کو عزیزم حافظ محمود ضیاء سلمہ نے ترتیب دیا تھا، جس کو آپ نے عشرۂ ذی الحجہ کی مناسبت سے شامل کرکے دینی شعور کو بیدار کرنے کی کوشش کی ہے، جو قابلِ قدر ہے۔ مولانا شاکر عمیر صاحب معروفی کا ارتداد سے متعلق مضمون بہت چشم کشا ہے، آج کل کے حالات میں اس انداز کے مضامین کی سخت ضرورت ہے۔ مولانا محمد حذیفہ صاحب کا آزادیٔ ہند سے متعلق قیمتی مضمون ماہ اگست کی مناسبت سے بہت اہم ہے۔ اسیر مالٹا حضرت شیخ الہند محمود حسن دیوبندی علیہ الرحمہ پر آپ کا مضمون شاندار ہے، پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

"افکار" کے مطالعہ میں وقت بھی کم لگتا ہے اور معلومات کا ذخیرہ بھی فراہم ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی اس علمی و دینی کاوش و کوشش کو مفید و نافع بنائے۔

مخلص: راشد عمار خیرآبادی

۲۰؍جون ۲۰۲۳ء مطابق یکم ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ منگل

ایکسل
ٹور اینڈ ٹراویلس
EXCEL Tour & Travels
ٹکٹ سعودی ایئر لائنز ڈائریکٹ فلائٹ
مکہ و مدینہ میں اعلیٰ معیاری ہوٹل، وائی فائی لابی کے ساتھ
اعلیٰ معیار کے کھانے اور ناشتے کا مکمل انتظام
مکہ و مدینہ کی زیارتیں و مکمل ٹرانسپورٹ کی سہولت بذریعہ لگژری بس
لانڈری کا انتظام
۵ لیٹر آب زم زم
بطور تحفہ ہینڈ بیگ و لگیج بیگ
عمرہ جانے سے پہلے عمرہ کے طریقہ کی ٹریننگ
عمرہ کریں
ہمارے ساتھ
Contacts:
9151577749
9044177749
فیصل نعیم اعظمی
انصار محلہ ابراہیم پور اعظم گڑھ یوپی